فتاویٰ محمودیہ

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ

تبویب، تخریج اور تعلیق

زیر سرپرستی

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب زید مجدہم

زیر نگرانی

دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی

جانتے ہوئے کہ فلاں لفظ اللہ تعالیٰ کا نام ہے اس کی بے ادبی کرنے کا حق نہیں، اس سے پورا پرہیز لازم ہے(۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند، ۹۴/۲/۹ھ۔

اسماء الٰہی دوسری زبانوں میں

سوال[۸۴]: ''شحنۂ شریعت'' رسالہ میں ہے کہ اللہ کو صرف انہیں ناموں سے یاد کرنا لازم ہے جو قرآن میں بتلائے گئے ہیں: جیسے رحمٰن، ستار، غفار وغیرہ اور اللہ پاک کو ایسے اسماء سے موسوم نہ کرنا چاہئے، جو اس میں نہیں بتلائے گئے معنی خواہ اس کے اچھے ہوں خواہ خراب جیسے: ''گاڈ، ایزد، یزدان، رام، ایشور، پرمیشور، پروردگار'' وغیرہ۔ اگر فارس کا رہنے والا فارسی زبان میں ''خدا'' کہتا ہے جو اس کی مادری زبان ہے، اسی طرح ہندوستان کا رہنے والا جس کی مادری زبان ہندی ہے، ہندی زبان میں ''رام'' کہتا ہے، پھر خدا اور رام میں کیا فرق ہے، اگر خدا کہنا جائز ہے تو رام کہنا کیوں ناجائز ہے؟ اگر ایک فارس کا رہنے والا کافر اپنی فارسی زبان میں اللہ کو ''خدا، ایزد، یزدان'' کہتا ہے اور عیسائی اپنی زبان میں ''گاڈ''، یزیدی اپنی زبان میں ''شیطان'' کہتا ہے، حبشی اپنی زبان میں ممبو کہتا ہے، آریہ اپنی زبان میں پرچودیات کہتا ہے پرکھودراجمبو، بمبو، بھگوان کہتا ہے، ان کا یہ کہنا اسلام کے قبول کرنے کے بعد بھی کیونکر درست ہوسکتا ہے؟ اور اگر اسلام کے بعد بھی اس نام سے اللہ کو

---

(۱)قال اللہ تعالیٰ: ﴿و للہ الأسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا﴾ ..... عن أبی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: " إن للہ تعالیٰ تسعۃ و تسعین إسماً، مائۃ إلا واحدۃ، من أحصاہا دخل الجنۃ". (التفسیر المظہری: ۴۳۶/۳، تفسیر سورۃ الأعراف، حافظ کتب خانہ)

" ومنہا أن للہ مائۃ اسم غیر اسم، من دعا بہا استجاب اللہ لہ". (حاشیۃ الصاوی علی تفسیر الجلالین: ۳۱۱/۲، قدیمی)

"ہی معظمۃ فی کل لغۃ مرجعہا إلی ذات واحدۃ، فإن اسم اللہ لا یعرف العرب غیرہ، و ہو بلسان فارسی "خدا" أی بلسانہ الحبشۃ "واق" و بلسان الفرنجی "کریطرد روا". بحث علی ذلک فی سائر الألسن، تجد ذلک الاسم الإلہی معظماً فی کل لسان من حیث لا یدل علیہ". (الیواقیت والجواہر، ص: ۷۸)

(و کذا فی امداد الفتاویٰ: ۵۱۳/۴، مسائل شتیٰ، دارالعلوم کراچی)

پکارتے ہیں تو اسلام اور کفر مسلمان اور کافر میں امتیاز نہیں کیا جا سکتا۔

محض اس امتیاز کے واسطے اللہ نے اسمائے حسنیٰ سے واقف کردیا اور کوئی حجت باقی نہ رہی، تفصیلی جواب دیجئے، شاید ان کی سمجھ میں آجائے اور اصلاح ہوجائے۔

الجواب حامداً و مصلیاً:

اگر مراد یہ ہے کہ جواز کا دار مدار صرف ان ناموں پر ہے جو کہ قرآن کریم میں وارد ہوئے ہیں تو بڑی دقت پیش آجائے گی، اس لئے کہ شاید قرآن شریف میں تمام اسماء حسنیٰ بھی موجود نہ ہوں، نیز کتب سابقہ: توراۃ، انجیل، زبور، صحف ابراہیم وموسیٰ کیا سب عربی ہی میں ہیں اور ان میں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسماء مبارکہ مذکور ہیں، ان کے متعلق صاحب شحنہ کیا کہیں گے؟

بوستان، سکندر نامہ، مثنوی مولانا روم جن میں بیشتر مواقع میں دعائیں ہیں اور فارسی کے بہت سے اسماء سے خطاب کیا گیا ہے، کیا ان سب کا پڑھنا ناجائز ہے حالانکہ ان کتب کی تعلیم صدیوں سے بلکہ زمانہ مجتہدین سے مدارس میں ہوتی چلی آرہی ہے اور تصوف، حدیث، فقہ، تفسیر کا بہت بڑا ذخیرہ فارسی اور اردو وغیرہ میں موجود ہے اور مصنفین نے اس کا اہتمام نہیں کیا کہ اسماء حسنیٰ مذکور فی القرآن ہی سے تعبیر کریں، شیخ محی الدین ابن عربی نے ایک ہزار نام اللہ پاک کے تحریر کئے ہیں (۱) (کذا فی الطحطاوی، ص۵) (۲)۔

کتب عقائد، شرح مواقف، شرح مقاصد، شرح عقائد، مسامرہ، شرح فقہ اکبر میں بھی اسماء حسنیٰ کے

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ﴿و للہ الأسماء الحسنیٰ فادعوہ بھا﴾ قال الحافظ أبو بکر بن العربی عن بعضھم: إن للہ تعالیٰ ألف اسم، قال ابن العربی: و ھذا قلیل فیھا". (رد المحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع: ۳۹۶/۶، سعید)

"قال أبو البقاء و لو قلت: لاسم اللہ أو باسم ربی أتیت الألف و نحوہ مما أضیف إلی غیر الجلالة من أسماء الباری نحو باسم الخالق. و ذکر الفقیہ الإمام أبو بکر العربی أحد أئمة المالکیة فی کتابہ "عارضة الأحوذی فی شرح الترمذی" أن بعضھم جمع من الکتاب والسنة، من أسماء اللہ ألف اسم فاللہ علم". (تفسیر ابن کثیر: ۳۵۸/۲، دار السلام)

(وکذا فی تفسیر روح المعانی: ۱۲۲/۹، دار إحیاء التراث العربی)

(۲) (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار، المقدمة: ۳/۱، دار المعرفة)

علاوہ دوسرے اسماء بھی ذکر کیے ہیں، اگر صاحب شحنہ یہ کہتے کہ نماز میں دوسرے ناموں یا دوسری زبان کے ناموں سے احتراز کرنا چاہئے تب بھی ان کا کہنا ایک حد تک صحیح ہوتا، اگر چہ یہ بھی اجماعی چیز نہیں کیونکہ بعض ائمہ کے نزدیک فارسی میں تکبیر تحریمہ کہنا اور فارسی میں قرأت کرنا درست ہے (۱) اور بعض کے نزدیک اذکار صلوٰۃ کو مطلقاً ہر زبان میں پڑھنا درست ہے (کذا فی رد المحتار: ۱/ ۲۲۵) (۲)۔

تفصیل دیکھنی ہو تو آکام النفائس دیکھئے، شیخ عبدالوہاب شعرانی نے الیواقیت والجواہر کے ص: ۸۷ پر لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جمیع اسماء جس زبان میں ہیں سب کے سب قابل تعظیم واحترام ہیں: "فإن قلت: فهل يعم تعظيم الأسماء جميع الألفاظ الدائرة على ألسنة الخلق علىٰ اختلاف طبقاتهم وألسنتهم؟ فالجواب: نعم، هي معظمة في كل لغة مرجعها إلىٰ ذات واحدة، فإن اسم الله لا يعرف العرب غيره، و هو بلسان فارسي "خدا" أي بلسانه الحبشة "واق" و بلسان الفرنجي "كريطرد روا"، بحث على ذلك في سائر الألسن تجد ذلك الأسماء الإلهي معظماً في كل لسان من حيث

---

(۱) "و أما صحة الشروع بالفارسية و كذا جميع أذكار الصلاة فهي على الخلاف، فعنده تصح الصلوة بها مطلقاً ..... والظاهر أن الصحة ولاتنفي الكراهة". (رد المحتار، كتاب الصلوة، مطلب في الدعاء بغير العربية: ۱/ ۵۲۱، سعيد)

"قوله: (كما لو قرأ بها عاجزاً): أي لو قرأ بالفارسية حالة العجز عن العربية، فإنه يصح، و هذا بالاتفاق". (البحر الرائق، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة: ۱/ ۵۳۶، رشيديه)

(وكذا في النهر الفائق، كتاب الصلوة، باب صفة الصلاة: ۱/ ۲۰۶، رشيديه)

(۲) "(كما صح لو شرع بغير عربية) ..... و على هذا بخلاف الخطبة و جميع أذكار الصلاة، و أما ما ذكره بقوله: (أو آمن أولبّى أو سلم أو سمى عند ذبح) أو شهد عند حاكم أو رد سلاماً، و لم أر لو شمت عاطساً (أو قرأ بها عاجزاً) فجائز إجماعاً". (الدر المختار، كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة: ۱/ ۴۸۴، سعيد)

(وكذا في التاتارخانية، كتاب الصلوة، افتتاح الصلاة بالتهليل: ۱/ ۴۴۰، إدارة القرآن)

(وكذا في النهر الفائق، كتاب الصلوة، باب صفة الصلاة: ۱/ ۲۰۵، ۲۰۶، رشيديه)

"(قوله: و جعل العيني الشروع كالقرأة) في أنها لا تجوز بغير العربية إلا عند العجز (قوله: ولا سند يقويه) بل الوجه الجواز، لأن المقصود التعظيم، و هو يحصل بأيّ لغة كانت". (حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب الصلوة، فصل الشروع في الصلوة: ۱/ ۲۱۷، دار المعرفة)

لا يدل عليه"۔

امام بخاریؒ نے ایسی احادیث پاک بھی ذکر کی ہیں جن میں دوسرے اسماء استعمال کئے گئے ہیں، اگر مراد یہ ہے کہ دوسرے نام اگر چہ دیگر اقوام کے نزدیک خدا ہی کے نام ہیں، لیکن چونکہ وہ دیگر اقوام کے شعار بن چکے ہیں اور مسلم کو غیر مسلم کے شعار سے اجتناب چاہئے تو یہ مراد بھی خلاف شرع نہیں بلکہ شرعاً مطلوب ہیں (۱) مگر اس صورت میں ان ہی ناموں کو منع کیا جا سکتا ہے جو غیر اقوام کا شعار ہیں اور جو شعار نہیں ان کو منع نہیں کیا جا سکتا، جیسے خدا، ایزد، یزدان کہ یہ نام کسی مخصوص غیر مسلم کے شعار نہیں بلکہ بکثرت اہل اسلام کی تصانیف میں موجود ہیں (۲)۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود غفرلہ۔

اسماء الٰہی میں الحاد کا مطلب

سوال [۸۵]: اسماء الٰہی میں الحاد کرنے کی تعریف کیا ہے؟ کیا ملحد دائرہ اسلام سے خارج ہے؟

الجواب حامداً و مصلياً:

ملحد کہتے ہیں سیدھے راستہ سے ہٹنے والے کو، جو شخص شریعت اور اسلام کا سیدھا راستہ چھوڑ کر کسی دوسری طرف چلے، اگر وہ بالکل حدود اسلام سے باہر نکل جائے تو دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا، بت پرست کہتے تھے کہ لات (بت) لفظ اللہ سے بنا، ہے اور عزیٰ (بت) لفظ: عزیز سے بنا ہے، اور منات (بت) لفظ:

---

(۱) "(الإعطاء باسم النيروز والمهرجان لا يجوز): أي الهدايا باسم هذين اليومين حرام (وإن قصد تعظيمه) كما يعظمه (يكفر)". (الدر المختار).

" والأولىٰ للمسلمين أن لا يوافقهم على مثل هذه الأحوال لإظهار الفرح والسرور اهـ". (رد المحتار، كتاب الخنثى، مسائل شتى: ۶/۷۵۴، ۷۵۵، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الخنثى، مسائل شتىٰ: ۶/۴۴۶، رشيديه)

(۲) (فيروز اللغات اردو جامع، مرتبه الحاج مولوی فيروز الدينؒ، ص: ۵۸۵، ۱۴۵، ۱۴۶۷، فيروز سنز لميٹڈ)

(و كذا في نور اللغات، مولوی نور الحسن نيّر مرحوم: ۲/۱۲۴۴، ۱/۴۲۵، ۴/۱۷۲۳، سنگ ميل پبلی کيشنز لاهور)

منان سے (۱)۔ قرآن کریم نے کہا کہ یہ اسماء الٰہی میں الحاد ہے، کیونکہ یہ اللہ کے ناموں کا بگاڑنا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

☆......☆......☆......☆......☆

(۱) "والملحد: و هو من مال عن الشرع القويم إلى جهة من جهات الكفر، من ألحد في الدين حار و عدل .... فالملحد أوسع فرق الكفر حداً: أي هو أعم من الكل". (رد المحتار: ۲۴۱/۴، باب المرتد، مطلب: في الفرق بين الزنديق والمنافق، سعيد)

﴿و ذروا الذين يلحدون في أسمائه﴾ . الآية، حيث اشتقوا منها أسمآءً لآلهتهم كاللات من الله، والعزى من العزيز، و مناة من المنان". (تفسير الجلالين مع حاشية الصاوی: ۱۱۳/۲، بیروت)

"والإلحاد يكون بثلاثة أوجه: أحدها بالتغيير فيها كما فعله المشركون، و ذلك أنهم عدلوا بها عما هي عليه، فسمّوا بها أوثانهم، فاشتقوا اللات من الله، والعزى من العزيز، و مناة من المنان". (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي: ۲۰۸/۷، بیروت)